

ناہید ناز *

توقیت شبلی نعمانی

تعارف

معلم، مؤرخ، ادیب، سوانح نگار، سیرت نگار، شاعر اور سماجی کارکن مولانا محمد شبلی نعمانی (مئی) ۱۸۵۷ء کے دورِ انتشار میں پیدا ہوئے اور (نومبر) ۱۹۱۴ء کے دورِ پیکار میں وفات پائی۔ تعلیم و تربیت کے مختلف مراحل بندول (آبائی گاؤں)، غازی پور، رام پور اور لاہور سے طے کیے۔ وکالت، نقول نویسی اور قرق آئینی (ناظر عدالت) جیسے شعبوں میں رہے۔ یکم فروری ۱۹۸۳ء کو بطور اسٹنٹ پروفیسر (عربی) علی گڑھ کالج ۱۸۷۸ء سے وابستہ ہوئے جہاں انھیں سر سید احمد خاں (۱۸۱۷ء-۱۸۹۸ء) علی گڑھ کالج اور لائبریری سے استفادے کا موقع ملا۔ المامون (۱۸۸۷ء)، سیرۃ النعمان (۱۸۸۹-۹۰ء)، سفرنامہ مصر و روم و شام (۱۸۹۴ء) اور الفاروق (۱۸۹۸ء) اسی دور کی یادگار ہیں۔

علی گڑھ کالج سے علاحدگی (دسمبر ۱۸۹۸ء) کے بعد حیدرآباد میں سررشتہ علوم و فنون کے ناظم (۲۳ مئی ۱۹۰۱ء) مقرر ہوئے جہاں الغزالی (۱۹۰۱ء)، علم الکلام (۱۹۰۳ء) الکلام (۱۹۰۴ء) سوانح مولانا روم (۱۹۰۴ء) جیسی تصانیف قلم بند کیں۔

اس عہدے سے مستعفی ہونے کے بعد فروری ۱۹۰۵ء میں ندوۃ العلماء لکھنؤ آئے جہاں شعر العجم (۱۹۰۸ء)، دستہ حجل فارسی کلام کا مجموعہ (مارچ ۱۹۰۸ء)، الانتقاد (۱۹۱۱ء)، ہوسے

جمل (دسمبر ۱۹۱۲ء) اور سیرۃ النبیؐ (آغاز، جنوری ۱۹۱۲ء) جیسی کتب لکھیں۔

شبلی کے نجی واقعات میں، ان کے والد شیخ حبیب اللہ کا عقد ثانی (۱۸۳۳ء) بھائی، مہدی حسن کی وفات (۲۹ جون ۱۸۹۷ء)، شبلی کا عقد ثانی (۱۹۰۰ء) والد اور بیوی کی وفات (۱۹۰۵ء)، عطیہ بیگم کے ساتھ تعلق (۱۹۰۶ء)، حادثہ پا (۱۷ مئی ۱۹۰۷ء)، بھائی، محمد اسحاق کی وفات (۱۰ اگست ۱۹۱۳ء) قابل ذکر ہیں۔ سماجی حوالے سے علی گڑھ کالج، مدرسہ سرائے میر، ندوۃ العلماء لکھنؤ، انجمن حمایت اسلام، خدام الدین جماعت، اردو ورثیکورلر سکیم کمیٹی، نیشنل سکول اعظم گڑھ اور دارالمصنفین اعظم گڑھ سے وابستگی رہی۔ یہاں حیات شبلی کی ان جہات کو زمانی ترتیب سے پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

۱۸۵۷ء: مولانا شبلی نعمانی، پورا نام، محمد شبلی مئی ۱۸۵۷ء میں شہر اعظم گڑھ کے نواحی گاؤں ”بندول“ میں پیدا ہوئے۔^۱ ان کے والد شیخ حبیب اللہ (م ۱۹۰۰ء) نے شیخ شبلی بغدادی کے نام پر شبلی

نام رکھا۔^۲

۱۸۶۱ء: مولانا شبلی کی ابتدائی تعلیم کا آغاز ہوا۔^۳

۱۸۶۶ء: مولانا شبلی کے والد شیخ حبیب اللہ نے غیر کفو میں دوسری شادی کی۔ مولانا شبلی اور ان کی حقیقی والدہ پر اس واقعے کا بہت برا اثر پڑا۔^۴

۱۸۷۲ء: ابتدائی تعلیم کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے غازی پور گئے جہاں انھیں مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹی سے اکتساب علم کا موقع ملا۔^۵

۱۸۷۳ء: زمانے کے دستور کے مطابق مختلف مشاہیر فن سے فیض حاصل کرنے کے لئے پہلے لکھنؤ اور رام پور کا رخ کیا۔^۶

۱۸۷۵ء: مولانا شبلی نے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے لاہور کا سفر کیا۔ ان کے والد، اس سفر سے خوش نہ تھے۔^۷

۱۸۷۶ء: انیس (۱۹) برس کی عمر میں اپنے والد اور خاندان کے دیگر رشتہ داروں کے ساتھ حج کا سفر کیا۔^۸

۱۸۷۹ء: وکالت کے امتحان میں شریک ہوئے لیکن ناکام رہے۔^۹

۱۸۸۱ء: اس برس خوب محنت کی اور وکالت کا امتحان دوبارہ دیا جس میں کامیابی حاصل کی اور اعظم گڑھ میں وکالت شروع کر دی۔^{۱۰}

اپنے والد شیخ حبیب اللہ کے ساتھ علی گڑھ، سرسید کی خدمت میں گئے اور سرسید کی مدح میں عربی میں قصیدہ کہا۔^{۱۱}

۱۸۸۲ء: ضلع بستی میں چند ماہ وکالت کی۔^{۱۲}

فروری ۱۸۸۲ء میں وکالت چھوڑ کر کلکٹر کی کچہری میں نقول نویس، اور بعد میں قرق آئینی کی اسامی پر تعین ہوا۔^{۱۳}

۱۸۸۳ء: یکم فروری ۱۸۸۳ء کو علی گڑھ کالج میں اسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے تعینات ہوئے اور اسی سال ”تاریخ بنی عباس“ لکھنے کا بھی ارادہ کیا۔^{۱۴}

۱۸۸۵ء: مثنوی صبح امید لکھ کر شائع کرائی جس میں علی گڑھ تحریک کی تاریخ اور سرسید کی تعریف کی گئی تھی۔^{۱۵}

۱۸۸۶ء: علی گڑھ میں ”مجلس تحسینہ الصلوٰۃ“ قائم کی۔

اگست میں ملکہ معظمہ نے مدرسہ العلوم علی گڑھ کو دو تصانیف (بوساطت شبلی) تحفۃً بھیجیں۔^{۱۶}

۱۸۸۷ء: اکتوبر میں مولانا شبلی کی پہلی مستقل تصنیف المامون منظر عام پر آئی۔^{۱۷}

دسمبر میں محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے دوسرے اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں ”چھوٹے کم درجہ اسکولوں کا قیام“ کے عنوان سے خطاب کیا۔^{۱۸}

۱۸۸۹ء: دسمبر ۱۸۸۹ء میں سیرۃ النعمان کا پہلا حصہ مکمل کیا۔^{۱۹}

۱۸۹۰ء: دسمبر ۱۸۹۰ء میں سیرۃ النعمان کا دوسرا حصہ مکمل ہوا۔^{۲۰}

۱۸۹۱ء: محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے جلسہ الہ آباد میں ”ایجوکیشنل کانفرنس کی سالانہ رپورٹ پر ریمارک“ کے عنوان سے خطاب کیا۔^{۲۱}

۱۸۹۲ء: اپریل میں سیرۃ النعمان کی طباعت ثانی ہوئی۔^{۲۲}

۱۸۹۲ء روم و شام اور مصر کا سفر کیا۔^{۲۳}

۲۶ اپریل کو علی گڑھ سے مسٹر آرنلڈ (جھانسی کے اسٹیشن سے) کے ہمراہ براستہ بمبئی، عدن اور قسطنطنیہ روانہ ہوئے۔^{۲۴}

۱۳ مئی کو قسطنطنیہ پہنچے جہاں تین ماہ قیام کیا۔^{۲۵}

قسطنطنیہ سے بیروت، بیت المقدس، اسکندریہ اور قاہرہ کا سفر کیا۔^{۲۶}

۱۸۹۳ء مارچ میں مجموعہ نظم فارسی مطبع میں چھپنے کے لیے گیا۔

دسمبر میں الفاروق لکھنے کا آغاز کیا۔ لیکن ملازمت کے فرائض اور دیگر مصروفیات کی بنا پر مسلسل نہ لکھ سکے۔^{۲۷}

۱۸۹۳ء سفر نامہ مصر و روم و شام لکھا اور اس کا پہلا ایڈیشن مفید عام پریس آگرہ میں چھپا۔^{۲۸}

اسی سال ندوۃ العلماء کے سالانہ اجلاس میں ”قدیم عربی نصاب کے نقائص“ اور ”علما کے فرائض“ کے عنوان سے تقریریں۔^{۲۹}

سرسید کی کوشش اور سر آکلنڈ کالون لفٹ گورنر کی سفارش سے نوروز پر ”شمس العلماء“ کا خطاب ملا۔^{۳۰}

علی گڑھ کے سالانہ جلسے میں اردو میں ”مسدس“ پڑھا۔^{۳۱}

۱۸۹۵ء علی گڑھ کالج میگزین میں ”اسلامی حکومتوں کے اہم تمدنی اور انتظامی صیغوں پر ایک سلسلہ مضامین شروع کیا۔ اس سلسلے کا پہلا مضمون ”اسلامی حکومتیں اور شفا خانے“ کے عنوان سے جولائی ۱۸۹۵ء کے پرچے میں شائع ہوا۔^{۳۲}

۱۸۹۵ء ہی میں لاہور گئے اور وہاں ”انجمن حمایت اسلام“ کے جلسے میں شریک ہوئے۔

اسی سال وہ الہ آباد یونیورسٹی کے شعبہ فنون اور بورڈ آف سٹڈیز کے رکن مقرر ہوئے۔^{۳۳}

۱۸۹۶ء دوسری بار حیدرآباد کا سفر کیا۔^{۳۴}

دسمبر ۱۸۹۶ء تا نومبر ۱۸۹۷ء علی گڑھ کالج سے ایک سال کی رخصت لی اور اعظم گڑھ چلے

گئے۔

۱۸۹۷ء ۲۹ جون ۱۸۹۷ء کو مولانا شبلی کے چھوٹے بھائی مہدی حسن وفات پا گئے۔^{۳۵}

۱۸۹۸ء جنوری میں مولانا شبلی کے بیٹے حامد نعمانی کی شادی ہوئی۔

فروری میں الفاروق حصہ دوم کے چند ابواب مطبع نامی کانپور میں چھپنے کے لیے دیے۔^{۳۶}

اپریل ۱۸۹۸ء کو علی گڑھ کالج سے کنارہ کش ہو گئے کیونکہ سید محمود اور پرنسپل بک (Book) سے ان کے مراسم اچھے نہ تھے۔^{۳۷}

”اسکولوں میں مذہبی تعلیم کا انتظام“ کے عنوان سے ندوۃ العلماء لکھنؤ کے اجلاس سے خطاب کیا۔^{۳۸}

چھ ماہ کی رخصت کے اختتام (دسمبر ۱۸۹۸ء) پر انھوں نے استعفا دے دیا۔^{۳۹}

۱۸۹۹ء فروری ۱۸۹۹ء میں علم الکلام لکھنے کا آغاز کیا۔

جولائی ۱۸۹۹ء میں شعر العجم لکھنے کا ارادہ کیا۔

دسمبر ۱۸۹۹ء میں مولانا شبلی نے ”ندوۃ العلماء“ میں انگریزی تعلیم کی تجویز دی۔^{۴۰}

مجرن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس منعقدہ کلکتہ میں بی اے میں فارسی کے قیام سے متعلق پُر زور تقریر کی۔^{۴۱}

۱۹۰۰ء جون ۱۹۰۰ء میں مولانا شبلی کا عقدہ ثانی ہوا۔^{۴۲}

۱۲ نومبر ۱۹۰۰ء میں مولانا شبلی کے والد شیخ حبیب اللہ وفات پا گئے۔^{۴۳}

۱۹۰۱ء مولانا شبلی حیدرآباد آئے۔ ۲۲ مئی ۱۹۰۱ء کو ان کا تقرر سررشتہ علوم و فنون کی نظامت پر ہوا۔^{۴۴}

دسمبر ۱۹۰۱ء میں امام غزالی کی سوانح عمری الغزالی تصنیف کی۔^{۴۵}

۱۹۰۲ء جنوری ۱۹۰۲ء میں مولانا شبلی کی کاوشوں سے ندوۃ العلماء میں انگریزی کا اجرا ہوا۔

فروری ۱۹۰۲ء میں رسالہ الندوۃ کے اجرا کی کوششیں کی۔

الغزالی مکمل ہو کر مطبع میں چلی گئی اور مارچ ۱۹۰۳ء سے پہلے چھپ گئی۔

اپریل ۱۹۰۲ء میں علم کلام کی تاریخ چھپنے کے لیے روانہ کی۔^{۴۶}

۱۹۰۳ء: جنوری ۱۹۰۳ء میں محمدن ایجوکیشنل کانفرنس دہلی کے اجلاس میں ”تہذیب اور اسلام“ کے موضوع پر تقریر کی۔^{۴۷}

علم الکلام لکھی جو مذہب کو عقلی دلائل سے ثابت کرنے کی ایک کاوش تھی۔^{۴۸}
مارچ ۱۹۰۳ء میں ”ابن رشد“ کے سوانح لکھنے کا ارادہ کیا جو بعد میں الندوۃ میں متفرق چھپی۔

اپریل ۱۹۰۳ء میں ”انجمن ترقی اردو“ کا آغاز ہوا۔ مولانا شبلی اس انجمن کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔

نومبر ۱۹۰۳ء میں میراثیں کے کلام پر مفصل تبصرہ لکھا۔

۱۹۰۴ء: سوانح مولانا درو م لکھی جس میں مولانا جلال الدین رومی بطور ایک حکیم اور ان کی مشنوی معنوی کو عقائد اور کلام کی حیثیت سے پیش کیا۔^{۴۹}

۱۹۰۵ء: فروری ۱۹۰۵ء میں حیدرآباد سے مستعفی ہو کر وطن آئے۔^{۵۰}

اپریل میں دارالعلوم کے معتد کی حیثیت سے ندوۃ العلماء لکھنؤ آگئے جہاں وہ ۱۹۱۳ء تک رہے۔^{۵۱}

۱۹۰۵ء میں مولانا ابوالکلام آزاد بمبئی میں مولانا شبلی نعمانی سے ملے۔ انھوں نے آپ کو ندوۃ العلماء بلایا جہاں وہ ڈیڑھ سال مقیم رہے۔^{۵۲}

۱۹۰۶ء: ۶ مارچ ۱۹۰۶ء کو شعر العجم کے نام سے فارسی شاعری کی تاریخ لکھنی شروع کی۔^{۵۳}
اگست ۱۹۰۶ء میں بمبئی گئے۔ بمبئی جانے کا مقصد ندوۃ العلماء کے لیے چندے کا حصول تھا۔ یہاں ان کی ملاقات عطیہ بیگم سے ہوئی۔^{۵۴}

۱۹۰۷ء: ۱۷ مئی ۱۹۰۷ء کی رات دس بجے اپنے گھر میں بھری ہوئی بدوق چل گئی جس سے ایک پاؤں پٹریوں تک چور ہو گیا۔^{۵۵}

اگست ۱۹۰۷ء میں بسلسلہ علاج حیدرآباد اور بمبئی کا سفر کیا۔^{۵۶}

اکتوبر ۱۹۰۷ء میں شعر العجم کا پہلا حصہ مرتب ہو کر طبع ہوا۔

۱۹۰۸ء: جنوری میں شعر العجم کا دوسرا حصہ زیر تحریر رہا۔ فروری میں بمبئی کا سفر کیا، جہاں سے لکڑی کا مصنوعی پاؤں لگوا یا۔^{۵۷}

فروری ۱۹۰۸ء میں ”ندوۃ العلماء“ کی عمارت بنانے کے لیے والدہ ماجدہ نواب بہاولپور کے نجی خزانے سے پچاس ہزار کی رقم دلوائی۔^{۵۸}

مارچ ۱۹۰۸ء میں دستہ محل کی طباعت کا آغاز ہوا۔

مارچ ہی میں پٹالہ میں ایک مسلمان راجپوت کانفرنس میں شرکت کرنے کے لیے پٹالہ گئے۔

اگست ۱۹۰۸ء میں شعر العجم کا دوسرا اور تیسرا حصہ مکمل ہونے کے قریب تھا۔

۲۸ نومبر ۱۹۰۸ء کو لکھنؤ کے لیفٹیننٹ گورنر کے ہاتھوں ندوۃ العلماء کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔^{۵۹}

۱۹۰۹ء: مولانا شبلی نے ”ندوۃ“ کو اشاعت اسلام کی تحریک کا ذریعہ بنایا۔

شعر العجم ۱۹۰۹ء میں مکمل ہوئی اور پنجاب یونیورسٹی نے اسے سال کی بہترین تصنیف قرار دے کر موف کو پندرہ سو روپے کا انعام دیا۔^{۶۰}

۱۹۰۹ء ہی میں مدرسہ دارالعلوم کی تعمیر کا آغاز ہوا۔

۱۹۱۰ء: جنوری میں مولانا شبلی دہلی گئے جہاں ان کی ملاقات سر آغا خاں سے ہوئی۔ موصوف نے ندوۃ کے متعلق کچھ مفید مشورے دیے۔^{۶۱}

اپریل ۱۹۱۰ء مدرسہ سراے میر کے نظم و نسق کی دہشتی پر توجہ دی۔^{۶۲}

۱۹۱۱ء: نومبر ۱۹۱۱ء میں الانتقاد نامی رسالہ جرجی زیدان (ایڈیٹر الہلال مصر) کی تاریخ تمدن اسلامی کے رد میں لکھا۔^{۶۳}

۱۹۱۲ء: جنوری ۱۹۱۲ء میں سیرۃ النبیؐ لکھنے کا آغاز کیا۔^{۶۴}

فروری ۱۹۱۲ء میں ”خدام الدین“ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

مارچ ۱۹۱۲ء میں اردو ریکولر سکیم کمیٹی میں ”اردو“ کے نفاذ کے لیے مولانا شبلی کی کاوشوں کو کامیابی ملی۔

اپریل ۱۹۱۲ء میں ”ندوة العلماء“ کے لیے ریاست بھوپال سے عطیہ کی درخواست کی۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء میں جمعے کے روز کی تعطیل کے لیے تحریک چلائی۔

نومبر ۱۹۱۲ء میں ترکی اور بلقان کی جنگ چھڑ گئی۔ مولانا شبلی کی ہمدردیاں اور اظہار یک جہتی ترکوں کے ساتھ تھیں۔

دسمبر ۱۹۱۲ء میں فارسی غزلوں کا مجموعہ ہوسے شگل تیار ہوا۔

مدرسۃ العلوم علی گڑھ میں ”اسلام بحیثیت ایک مکمل مذہب۔ اسلام کی بہترین جمہوریت“ کے عنوان سے لیکچر دیا۔^{۶۵}

۱۹۱۳ء جنوری میں اردو کلام کا انتخاب نالہ شبلی کے نام سے شائع ہوا۔

مولانا شبلی نے ”سیرۃ اکادمی“ قائم کرنے کا ارادہ کیا۔ اس ضمن میں مولانا ابوالکلام آزاد کو اس کا خاکہ بنا کر بھیجا۔

نومبر ۱۹۱۳ء میں ”افون“ کا استعمال شروع کر دیا۔ (واضح رہے کہ اس عہد میں افون بطور نشہ استعمال نہیں ہوتی تھی بلکہ بطور علاج ضعف معدہ مستعمل تھی)۔^{۶۶}

۱۹۱۳ء فروری میں دارالمصنفین کی تحریک کو عملی جامہ پہنانے کی کوششیں تیز کر دیں۔

مارچ میں سیرۃ النبی ص کی کتابیں لکھوائی شروع کر دیں۔

جولائی میں سید سلیمان ندوی کو سیرۃ عائشہ اور ازواج مطہرات پر کتابیں لکھنے کی ترغیب دی۔

جولائی میں ہی دارالتصنیف کی جماعت کا انتظام کیا۔

۱۰ اگست ۱۹۱۳ء کو مولانا شبلی کے بھائی محمد اسحاق (بی اے، ایل ایل بی) وفات پا گئے۔^{۶۷}

ستمبر، اکتوبر ۱۹۱۳ء میں صحت مسلسل خراب رہنے لگی۔^{۶۸}

مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۳ء سید سلیمان ندوی کو اپنے پاس بلانے کے لیے مکتوب لکھا۔^{۶۹}

۱۲ اکتوبر ۱۹۱۳ء کو وفات (۱۸ نومبر ۱۹۱۳ء) سے بیس روز قبل مولوی حمید الدین کے نام آخری خط لکھا۔^{۷۰}

۱۵ نومبر کی شام کو سید سلیمان ندوی مولانا شبلی کے پاس اعظم گڑھ پہنچ گئے تھے لیکن مولانا کی حالت بہت بگڑ چکی تھی۔^{۷۱}

۱۷ نومبر کی صبح مولانا حمید الدین اور سید سلیمان ندوی کو بلا کر کہا ”سیرت! سیرت! سیرت!“ اور انگلی سے لکھنے کا اشارہ کر کے کہا ”سب کام چھوڑ کے۔“^{۷۲}

۱۸ نومبر ۱۹۱۳ء کو چہار شنبہ کے دن صبح کے ساڑھے آٹھ بجے دنیا کو الوداع کہا۔^{۷۳}

حوالہ جات

- * پرنسپل، کورنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، چنڈ، انڈیا۔
- ۱۔ ڈاکٹر شیخ محمد اکرام، یادگار شبلی (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، طبع اول، ۱۹۷۱ء)، ص ۲۷-۲۸۔
- ۲۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو جلد چہارم (لاہور: مجلس ترقی ادب، فروری ۲۰۱۲ء)، ص ۱۰۵۹۔
- ۳۔ ایضاً، ص ۱۰۵۹۔
- ۴۔ یہ معلومات ڈاکٹر شیخ اکرام کی کتاب یادگار شبلی سے اخذ کی گئی ہیں۔
- ۵۔ مولانا سید سلیمان ندوی، حیات شبلی (علی گڑھ: دارالمصنفین، ۱۹۳۳ء)، ص ۷۵-۷۷۔
- ۶۔ سبیل اقبال احمد، اصلاح (دسمبر ۱۹۳۶ء)، ص ۵۱۔
- ۷۔ یادگار شبلی، ص ۶۵۔
- ۸۔ مولانا سید سلیمان ندوی، معارف، جلد ۱، شمارہ ۲ (۱۹۱۷ء)، ص ۱۸۔
- ۹۔ یادگار شبلی، ص ۶۹۔
- ۱۰۔ ایضاً، ص ۶۹۔
- ۱۱۔ مولوی محمد اثن زبیری، تذکرہ شبلی (لاہور: مکتبہ جدید، ۱۹۵۳ء)، ص ۳۷۔
- ۱۲۔ ایضاً، ص ۷۰۔
- ۱۳۔ پروفیسر محمد زمان، ”شبلی نعمانی“، مشمولہ تاریخ ادبیات، مسلمانان پاکستان و ہند جلد چہارم (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ورخی، ۲۰۱۰ء)، ص ۹۵۔
- ۱۴۔ معین الدین احمد انصاری، مولفہ شبلی، مسکاتیب کسی روشنی میں (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۶۷ء)، ص ۳۲۱۔

- ۱۵- ذکرِ شبلی، ص ۱۲۵۔
- ۱۶- شبلی - مکتائیب کی روشنی میں، ص ۳۲۳۔
- ۱۷- یادِ گلِ شبلی، ص ۱۷۶۔
- ۱۸- مولانا سید سلیمان ندوی، مرتبہ خطباتِ شبلی (اسلام آباد: مجلسِ کتبِ فاؤنڈیشن، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۔
- ۱۹- پروفیسر محمد فرمان، ”شبلی نعمانی“، ص ۹۹۔
- ۲۰- یادِ گلِ شبلی، ص ۱۸۱-۱۸۲۔
- ۲۱- خطباتِ شبلی، ص ۱۰۹۔
- ۲۲- ڈاکٹر جمیل جالبی، ”شبلی نعمانی“، شمولہ تاریخِ ادبِ اردو جلد چہارم (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، فروری ۲۰۱۲ء)، ص ۱۰۶۲۔
- ۲۳- ذکرِ شبلی، ص ۴۱۔
- ۲۴- مولانا شبلی نعمانی، سفرِ نامہ روم و مصر و شام (دہلی: قومی پریس، ۱۹۲۸ء)، ص ۱۲۔
- ۲۵- ایضاً، ص ۳۱۔
- ۲۶- ایضاً، ص ۱۱۷-۱۳۷-۱۳۷۔
- ۲۷- مولانا شبلی نعمانی، الفاروق حصہ اول و دوم مکمل (اعظم گڑھ: مطبعِ محارف، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۳-۱۳۔
- ۲۸- ذکرِ شبلی، ص ۴۶۔
- ۲۹- خطباتِ شبلی، ص ۱۲-۲۵۔
- ۳۰- ذکرِ شبلی، ص ۷۰۔
- ۳۱- مولانا سید سلیمان ندوی، مرتبہ کتائیبِ شبلی (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۸۵ء)، ص ۲۱۔
- ۳۲- حیاتِ شبلی، ص ۱۲۲۔
- ۳۳- ڈاکٹر جمیل جالبی، ”شبلی نعمانی“، ص ۱۰۶۳۔
- ۳۴- حیاتِ شبلی، ص ۲۷۱۔
- ۳۵- ڈاکٹر جمیل جالبی، ”شبلی نعمانی“، ص ۱۰۶۳۔
- ۳۶- مولانا سید سلیمان ندوی، مرتبہ مکتائیبِ شبلی حصہ دوم (اسلام آباد: مجلسِ کتبِ فاؤنڈیشن، ۱۹۸۹ء)، ص ۲۔
- ۳۷- ایضاً، ص ۵۔
- ۳۸- خطباتِ شبلی، ص ۴۷۔
- ۳۹- شبلی - مکتائیب کی روشنی میں، ص ۲۰۵۔
- ۴۰- ڈاکٹر جمیل جالبی، ”شبلی نعمانی“، ص ۱۰۶۲۔
- ۴۱- ذکرِ شبلی، ص ۱۲۲۔
- ۴۲- حیاتِ شبلی، ص ۳۵۰۔
- ۴۳- ڈاکٹر جمیل جالبی، ”شبلی نعمانی“، ص ۱۰۶۳۔
- ۴۴- شبلی - مکتائیب کی روشنی میں، ص ۳۲۳۔
- ۴۵- پروفیسر محمد فرمان، ”شبلی نعمانی“، ص ۱۰۱۔
- ۴۶- شبلی - مکتائیب کی روشنی میں، ص ۳۲۳۔
- ۴۷- خطباتِ شبلی، ص ۵۹۔
- ۴۸- مولانا شبلی نعمانی، علم الکلام (لکھنؤ: عمدة المطابع، ۱۹۰۲ء)، ص ۲۔
- ۴۹- یہ مواد تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند جلد چہارم صفحہ نمبر ۱۰۶ سے لیا گیا ہے۔
- ۵۰- ذکرِ شبلی، ص ۱۳۸۔
- ۵۱- مکتائیبِ شبلی جلد دوم، ص ۱۲۱۔
- ۵۲- شیخ محمد اکرام، سوچ کوثر (لاہور: ادارہ ثقافت اسلام، ۱۹۳۵ء)، ص ۲۵۲۔
- ۵۳- مولانا شبلی نعمانی، شعرا العجم حصہ اول (لاہور: مقبول اکیڈمی ۱۹۹۹ سرکلر روڈ، چوک تاریکی، ۱۹۸۸ء)، ص ۲۔
- ۵۴- ڈاکٹر وحید قریشی، شبلی کی حیات معاشقہ بہ ترتیب و تہذیب عرفان احمد خان (لاہور: نئی اینڈ نئی پبلشرز، دوسرا ایڈیشن، س-۱۰-۱۰)، ص ۶۲۔
- ۵۵- مکتائیبِ شبلی جلد اول، ص ۱۳۳-۱۳۴۔
- ۵۶- مکتائیبِ شبلی جلد دوم، ص ۶۵۔
- ۵۷- یادِ گلِ شبلی، ص ۳۰۶۔
- ۵۸- ایضاً، ص ۳۰۸۔
- ۵۹- حیاتِ شبلی، ص ۲۸۲۔
- ۶۰- یادِ گلِ شبلی، ص ۳۵۱۔
- ۶۱- ذکرِ شبلی، ص ۱۲۵۔
- ۶۲- مکتائیبِ شبلی جلد دوم، ص ۳۲۔
- ۶۳- مولانا شبلی نعمانی، مقالاتِ شبلی جلد ششم مرتب سید سلیمان ندوی (اعظم گڑھ: داراللمعیس، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۳۶۔
- ۶۴- مولانا شبلی نعمانی، مقالاتِ شبلی جلد ششم مرتب سید سلیمان ندوی (اعظم گڑھ: داراللمعیس، ۱۹۸۹ء)، ص ۳۲۔
- ۶۵- خطباتِ شبلی، ص ۱۳۲۔
- ۶۶- مکتائیبِ شبلی جلد دوم، ص ۲۸۔
- ۶۷- ایضاً، ص ۱۱۵۔
- ۶۸- ایضاً، ص ۵۳۔
- ۶۹- ایضاً، ص ۱۱۶۔
- ۷۰- ایضاً، ص ۵۵۔
- ۷۱- حیاتِ شبلی، ص ۷۲۳۔
- ۷۲- ایضاً، ص ۷۲۳۔
- ۷۳- یادِ گلِ شبلی، ص ۴۲۹۔

مآخذ

- اکرام شیخ محمد حیدر مگاری تنبلی۔ لاہور: اوارہ ثقافت اسلام، کلب روڈ، ۱۹۷۱ء۔
- _____۔ سوچ کوثر۔ لاہور: اوارہ ثقافت اسلام، کلب روڈ، ۱۹۹۵ء۔
- انصار، محسن الدین احمد۔ تنبلی۔ مکتاتیب کئی روشنی میں۔ کراچی: اُرو اکائی می ہال سندھ، ۱۹۶۷ء۔
- جالبی، جمیل۔ تاریخ ادب اُردو۔ جلد چہارم۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، فروری ۲۰۱۲ء۔
- زہری، محاسن۔ ذکر تنبلی۔ لاہور: مکتبہ جدید، نومبر ۱۹۵۳ء۔
- زمان، محمد۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند۔ جلد چہارم۔ لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۰ء۔
- سہیل، اقبال احمد۔ اصلاح (دسمبر ۱۹۳۶ء)۔
- علی مگڑہ انسٹیٹیوٹ گزٹ (۳۰ جنوری ۱۹۱۵ء)۔
- قریشی، وحید۔ تنبلی کئی حیات معاشرہ ترتیب و تہذیب عرفان احمد خاں۔ لاہور: نی ایڈیٹی پبلشرز، سن۔
- ندوی، سلیمان۔ حیات تنبلی۔ علی گڑھ: دارالمصنفین، ۱۹۴۳ء۔
- _____۔ کلیات تنبلی۔ کراچی: اُرو اکائی سندھ، ۱۹۴۵ء۔
- _____۔ مکتاتیب تنبلی۔ حصہ اول۔ اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۸۹ء۔
- _____۔ مکتاتیب تنبلی۔ حصہ دوم۔ اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۸۹ء۔
- _____۔ معارف۔ جلد اول۔ ۲ (۱۹۱۷ء)۔
- نعمانی، شبلی۔ سفرنامہ روم و مصر و شام۔ دہلی: قومی پریس، ۱۹۲۸ء۔
- _____۔ شعر العجم۔ حصہ اول۔ لاہور: مقبول اکائی، ۱۹۹۱ء۔ سرکلر روڈ، چوک انارکلی، ۱۹۸۸ء۔
- _____۔ لقا روق۔ حصہ اول و دوم مکمل۔ اعظم گڑھ: مطبع معارف، طبع سوم، ۱۹۸۹ء۔
- _____۔ مقالات تنبلی۔ جلد ہشتم۔ مرتب سید سلیمان ندوی۔ اعظم گڑھ: دارالمصنفین، ۱۹۸۹ء۔
- _____۔ خطبات تنبلی۔ مرتب سید سلیمان ندوی۔ اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۸۹ء۔
- _____۔ مقالات تنبلی۔ جلد ہشتم۔ مرتب سید سلیمان ندوی۔ اعظم گڑھ: دارالمصنفین، ۱۹۸۹ء۔
- _____۔ علم الکلام۔ گھنٹہ: عمدۃ المطابع، ۱۹۰۴ء۔